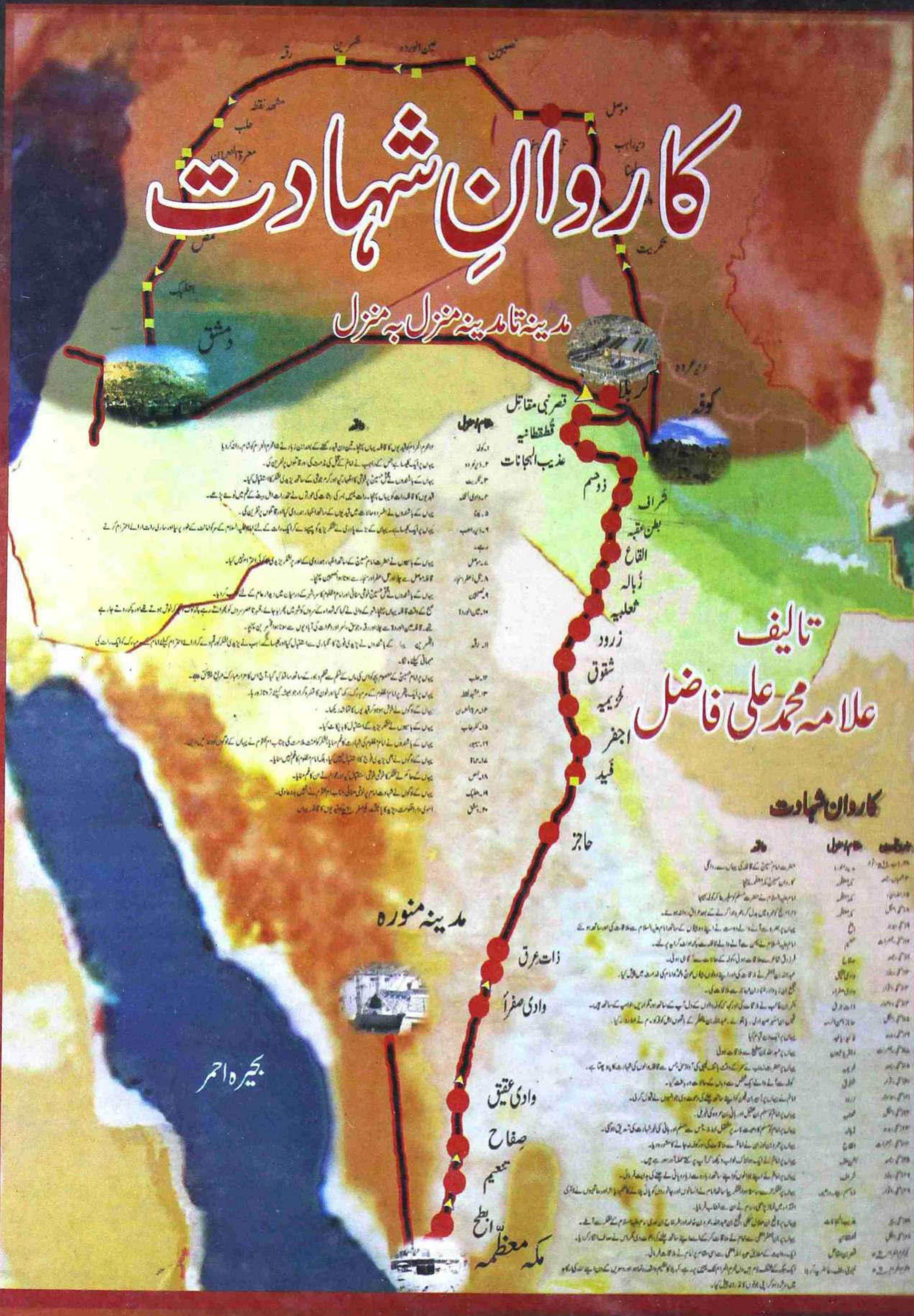

کاروانِ شہادت
مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل
تالیف
علامہ محمد علی فاضل
دمشق
کربلا
کوفہ
قصر بنی مقاتل
قطقطانیہ
عذیب الہجانات
ذوحسم
شراف
بطن عقبہ
القاع
زبالہ
ثعلبیہ
زرود
شقوق
خزیمیہ
اجفر
فید
حاجز
مدینہ منورہ
ذات عرق
وادی صفراء
وادی عقیق
صفاح
تنعیم
ابطح
مکہ معظمہ
بحیرہ احمر
کاروان شہادت

قال سیّد الشّھدآء ابوعبد اللہ الحسین علیہ السلام :

............اِنَّما خَرَجتُ لِطَلَبِ الاِصلاحِ فِی اُمَّۃِ جَدِّی ....

کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الھادی

جامعۃ الکوثر۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل

پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز

ناشر: مکتبۃ الہادی _ جامعۃ الکوثر اسلام آباد

تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)
راجن پور، پنجاب پاکستان

فنی تعاون: مہدی فاضل

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الہادی - جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2
اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء

ہدیہ: -/350 روپے

مکہ سے عراق روانگی

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام ۲۸ رجب کو مدینہ سے چلے تھے اور ۳/ شعبان کو مکہ معظمہ پہنچے تھے اور اس دن سے ۸/ ذی الحجہ ۶۰ھ تک مکہ معظمہ ہی میں رہے، اس دوران میں سرزمین حجاز کے عقلاء اور عظیم مسلم قبائل وطوائف کے سردار و شیوخ فرزند رسول کی زیارت کا شرف حاصل کرنے اور آپ سے مستقبل کے بارے میں ہدایات حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے رہے، چونکہ حج کا زمانہ تھا لہٰذا بہت سے مسلمان حج کے قصد کے ساتھ ساتھ آپ کی زیارت کے سلسلے میں مکہ مظمہ پہنچ گئے تھے، اس دوران میں آپ امیر شام اور بنی امیہ کے مظالم سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے، پیغمبر اکرمؐ کی جانشینی کیلئے یزید کی عدم لیاقت سے باخبر کیا، کوفہ اور عراق کے لوگوں کی طرف سے دعوت اور بصرہ کے لوگوں کی طرف سے اعلان حمایت کے سلسلے میں تقاریر اور گفتگو کرتے رہے، اور لوگوں کو اپنا حق حاصل کرنے کیلئے متعدد بار متوجہ کیا۔

چنانچہ مکہ مظمہ میں اشراف عرب جمع ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

جب یزید کو معلوم ہوا کہ اشراف عرب جوق در جوق امام علیہ السلام کی بیعت کر رہے ہیں تو اس نے اس ''حسینی انقلاب'' کا راستہ روکنے کیلئے، امام عالیمقام علیہ السلام کے قتل کیلئے بروایات مختلف تیس یا ایک سو پچاس یا تین سو افراد کو حاجیوں کے لباس میں مکہ روانہ کیا تا کہ آپ کو طواف یا سعی یا کسی مناسب موقعہ پر خانہ کعبہ کے پاس مسجد الحرام کے اندر ہی شہید کر دیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس سازش کا علم ہو گیا چنانچہ آپ نے خانہ کعبہ اور حرم الٰہی کی پاسداری کرتے ہوئے ایک اہم دن ''روز ترویہ'' یعنی آٹھ ذی الحجہ کو مکہ مظمہ کو ترک کر دینے کا تہیہ کر لیا، جبکہ اس کے دوسرے دن یعنی ''روز عرفہ'' کو دنیا کے مختلف گوشوں سے مسلمانانِ عالم میدان عرفات میں جمع ہو کر فریضہ حج ادا کرتے ہیں، خانہ کعبہ کو شرف عطا کرنے والے کا فرزند احرام حج کو عمرہ میں تبدیل کر کے مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ رہا ہے۔

جب عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، محمد حنفیہ، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر اور دیگر کئی بزرگ صحابۂ رسولؐ کو اس بات کا علم ہوا تو سب نے مل کر عراق نہ جانے کی درخواست کی، مگر آپ نے اپنے عزم بالجزم کا اظہار فرمایا اور حکم خدا و رسولؐ کو سر آنکھوں پر رکھ کر حج کے احرام کو عمرہ مفردہ میں تبدیل کیا، خانہ کعبہ کا طواف، نماز طواف، صفا و مروہ کے درمیان

سعی اور آخر میں تقصیر کا عمل انجام دے کر لباس احرام اتارا اور خانہ کعبہ کو الوداع کہا۔

(مقتل لہوف ص ۳۳، ابن نما ۲۰، الملہوف ص ۵۲) میں لکھا ہے کہ

اپنے دوستوں، رشتہ داروں، قریش، مہاجرین اور انصار کو دعوت دی ان سے خدا حافظی کی اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَمَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَسَلَّمَ ،خُطَّ الْمَوْتُ عَلٰى وُلْدِ آدَمَ مَخَطَّ الْقِلَادَةِ عَلٰى جِيدِ الْفَتَاة......

تمام تعریفیں اللہ جل شانہ کے لئے ہیں، وہی ہے جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی قوت اور طاقت اسی کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے اور درود وسلام ہو اس کے رسول پاکؐ پر، اولاد آدم کو موت سے کوئی راہ فرار نہیں ہے، موت انسان کیلئے ایسے قرار دی گئی ہے جس طرح نوجوان عورت کے گلے میں ہار ہوتا ہے، میں اپنے بزرگوں کے ساتھ، ملاقات کا ایسے مشتاق ہوں جیسے حضرت یعقوبؑ کو جناب یوسفؑ کے ساتھ ملاقات کا اشتیاق تھا، میرے لئے پہلے ہی سے ایک سرزمین کا انتخاب کیا جا چکا ہے ، جو میری شہادت گاہ بنے گی، اور مجھے اپنی آغوش میں لے لے گی لہٰذا مجھے وہاں جانا ہی ہے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا نواویس اور کربلا کے درمیان کچھ صحرائی درندے میرے جوڑ جوڑ کو جدا کر رہے ہیں۔

خداوند عالم کی رضا ہی ہماری رضا ہے، ہم اس کی ہر آزمائش پر صبر کریں گے، اور وہ ہمیں صبر کرنے والوں کا صلہ عطا فرمائے گا، اور جن کی رسول خدا (ص) سے قرابتداری ہے وہ ان سے ہر گز جدا نہیں ہوں گے اور بہشت میں بھی انہیں کے ساتھ ساتھ ہوں گے، جن کی ملاقات سے حضرت رسول خدا (ص) کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، یہ خداوند عالم کا وعدہ ہے جس کی خلاف ورزی ممکن نہیں، لہٰذا جو شخص ہماری محبت کے راستے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہے اور خود کو خدا کی ملاقات کے لئے آمادہ دیکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہمارا ہمسفر ہو جائے کہ ہم کل صبح سویرے یہاں سے چل پڑیں گے، انشاءاللہ تعالیٰ۔

جابر بن عبداللہ انصاری کا مشورہ:

حضرت امام عالیمقام علیہ السلام نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا، اور اصحاب وانصار اور عزیزوں رشتہ داروں میں سے ہر ایک کو دس دس دینار دیئے اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اس سے دوگنا دیئے اور آپ کے سفر کے بارے میں کوئی بھی سوال کرتا اسے اس کی سوچ اور سمجھ کے مطابق قانع جواب دیتے، چنانچہ جب مشہور صحابی رسول جابر بن عبداللہ انصاری نے آپ سے کہا کہ: ''اہل کوفہ تو وہ ہیں جنہوں نے آپ کے بھائی کے ساتھ دھوکہ کیا ہے'' تو آپ نے جواب میں فرمایا:

''اِنَّ اَخِی الْحَسَنَ (ع) فَعَلَ بِاَمْرٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنَا اَفْعَلُ بِاَمْرٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.''

میرے بھائی حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے وہ حکم خدا اور رسول کے مطابق کیا ہے اور میں بھی حکم خدا اور رسول کے مطابق کروں گا۔

چنانچہ (تذکرۃ الخواص ابن جوزی ص ۱۳۷، مقتل الحسین خوارزمی ص ۸۵) میں مرقوم ہے کہ جب محمد بن حنفیہ نے آپ کو عراق نہ جانے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ شَآءَ اَن یَّرَانِیْ قَتِیْلاً وَّیَرَی النِّسَآءَ سَبَایا''
خدا کی مشیت یہی ہے کہ وہ مجھے جام شہادت نوش کرتا دیکھے اور مخدرات عصمت کو قیدی!!

ابن عباس سے خطاب:

پھر آپ نے ابنِ عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''مَاتَقُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اَخْرَجُوْا ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّھِمْ فِیْ وَطَنِہٖ وَدَارِہٖ وَقَرَارِہٖ وَحَرَمِ جَدِّہٖ، وَتَرَکُوْہُ خَآئِفاً مَّرْعُوْبًا، لَایَسْتَقِرُّ فِیْ قَرَارٍ وَّلَایَاْوِیْ اِلٰی جِوَارٍ، یُرِیْدُوْنَ بِذٰالِکَ قَتْلَہٗ وَسَفْکَ دَمِہٖ، لَمْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَمْ یَرْتَکِبْ مُنْکَرًا وَّلَااِثْمًا''

ابن عباس! آپ اس قوم کے متعلق کیا کہیں گے جس نے اپنے نبیؐ کے نواسے کو اپنے وطن اور اپنے گھر اور اپنے چین وقرار کے مقام اور اپنے جد کے حرم سے باہر نکال دیا اور اسے ڈر اور خوف کی حالت میں چھوڑ دیا کہ جسے نہ تو کہیں سکون اور قرار نصیب ہے، اور نہ ہی کسی کے جوار میں پناہ ملتی ہے، اس سے وہ اسے قتل کرنے اور اس کا ناحق خون بہانے کے درپے ہیں، حالانکہ نواسہ رسول نے نہ تو کسی کو خدا کا شریک ٹھہرایا ہے اور نہ ہی کسی گناہ اور ناشائستہ عمل کا ارتکاب کیا ہے۔

ابن عباس نے کہا:

''میں آپ کے قربان جاؤں اگر عراق کے سفر کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تو بہتر ہے کہ عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں!''

تو فرمایا:

''یَاابْنَ الْعَمِّ اِنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ (ص) فِیْ مَنَامِیْ وَقَدْ اَمَرَنِیْ بِاَمْرٍ لَااَقْدِرُ عَلٰی خِلَافِہٖ وَاِنَّہٗ اَمَرَنِیْ بِاَخْذِھِنَّ مَعِیَ''

میں نے خواب میں حضرت رسالت مآب کو دیکھا کہ آپ نے مجھے ایسا حکم دیا کہ جس کی خلاف ورزی میں نہیں کرسکتا، اور وہ یہ کہ ان مخدرات عصمت کو ساتھ لے چلنے کا حکم دیا ہے۔

غرض امام عالی مقام علیہ السلام نے ہر ایک کو قانع، کافی، اور شافی جواب دیا اور اپنے جد بزرگوار کے حوالہ سے ارشاد فرمایا کہ:

''آیا آپ لوگوں نے میرے نانا حضور رسالتمآبؐ سے نہیں سنا تھا کہ حضورؐ نے فرمایا: ''حسین علیہ السلام دین کی راہ میں شہید کیا جائے گا'' لہٰذا مجھے ہر حالت میں قیام کرنا چاہئے تا کہ دین زندہ اور سلامت رہے''

اب حسین علیہ السلام مکہ معظّمہ کو خیر باد کہہ کر شہر سے باہر آ گئے، اہل مکہ کے دل میں درد وغم اور حزن وملال کی یاد چھوڑ کر مکہ سے رخصت ہو رہے ہیں، سب لوگوں کی آنکھوں میں آنسو ہیں لوگ سر بگریباں ہیں، دریائے رنج والم میں ڈوبے ہوئے ہیں، سالار شہیداں وسرور آزادگان نے چند اشعار پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ''میں نے عزم صمیم کرلیا ہے اور اسی پر باقی رہوں گا، جب انسان نے خدا کی راہ میں دشمنانِ دین کے ساتھ جہاد کا قصد کرلیا ہے تو پھر اس راہ میں اگر موت آجائے تو عار کی بات نہیں ہے، جبکہ مقصد قضائے الٰہی کے آگے سر جھکا دینا ہو، اگر زندہ رہ گیا تو پشیمان نہیں ہوں گا اور اگر موت آجائے تو ملامت کی بات نہیں، مگر اس ذلت سے بڑھ کر اور کوئی ذلت نہیں کہ ''ذلت کی زندگی بسر کروں'' اس لئے کہ ''عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے'' اور ساتھ ہی قرآن کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائی: ''وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ قَدَراً مَقْدُوْراً'' جو کچھ تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (سورہ احزاب/۳۸)

مکہ سے کربلا

منزل......بہ......منزل

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت سید الشہداء خامس آل عباء ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کا کاروانِ شہادت وحریّت بروز منگل ۸/ذی الحجہ ۶۰ ھ کو مکہ سے کربلا کی طرف روانہ ہوا اور اس راہ میں کم وبیش چالیس منازل کا سفر طے کرنا پڑا جن میں سے بیس یا اس سے زیادہ منزلوں پر قیام فرمایا، چنانچہ صاحب کشف الغمہ اور صاحب قمقام زخار لکھتے ہیں کہ جب سید الشہداء علیہ السلام نے مکہ سے کوچ فرمایا تو اس وقت آپ کے ساتھ ۸۲ معروف صحابی رسولؐ تھے، اور یہ کاروانِ الٰہی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا، یاد رہے کہ ان منازل کی ترتیب مرحوم قزوینی کی کتاب ''الامام الحسین واصحابہ'' سے لی گئی ہے، چنانچہ سب سے پہلے آپ سرزمین ابطح میں تشریف لائے۔

۱۔ابطح

(۹ ذی الحجہ بروز بدھ)

ابطح ، یہ مکہ اور منیٰ کے درمیان ایک سیلابی گزرگاہ ہے، بارش کا جو پانی منیٰ میں اکٹھا ہوتا ہے، یہیں سے آگے نکل جاتا ہے، اس جگہ کا آغاز منیٰ کی حدود سے اور اختتام جنت المعلیٰ اور قبرستان حجون پر ہوتا ہے، (کامل ابن اثیر جلد ۴ ص ۲۱ میں لکھا ہے کہ) یہاں پر آپ سے یزید بن ثبیط ___ یا یزید بن نبیط ___ کی ملاقات ہوئی۔
ابن ثبیط کا ماجرا یہ ہے کہ جب امام عالیمقام علیہ السلام کا قاصد آپ کا خط لے کر بصرہ پہنچا یزید بن نبیط بصرہ کی جانی پہچانی شخصیت تھے، انہوں نے امامؑ کے قاصد کو مثبت جواب دیا، اور مزید اطلاع کیلئے ''ماریہ بنت سعد'' کے گھر پہنچے جو متقی پرہیزگار حبدارِ اہل بیتؑ خاتون تھیں اور ان کا گھر شیعیان علی علیہ السلام کے اجتماع اور مجالس کا مرکز تھا۔